بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کلمۃ الحرمین:

# سیلاب نہیں، عذاب!

وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

"اور ہم ان کو (قیامت کے) بڑے عذاب کے علاوہ عذابِ دنیا کا مزہ بھی چکھائیں گے، شاید کہ وہ (ہماری طرف) لوٹ آئیں!

نو اور دس ستمبر کی درمیانی رات اہلِ جہلم میٹھی پرسکون نیند سو رہے تھے کہ اچانک قیامت خیز سیلاب نے انھیں آلیا ــــ دراصل منگلا ڈیم بننے کے بعد کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ جہلم یا قرب و جوار میں کبھی سیلاب کا اتنا بڑا ریلا آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ جہلم منگلا ڈیم پہ تکیہ کیے ہوئے بڑی مطمئن زندگی گزار رہے تھے ــــ لیکن سیلاب آیا اور سب کچھ بہا کر لے گیا ــــ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سیلاب آیا نہیں، لایا گیا تھا۔ چنانچہ بعض لوگ اسے منگلا ڈیم کے انجینئروں کی غلطی قرار دے رہے ہیں، بعض اسے انتظامیہ کی کوتاہی بتلاتے ہیں، تو کچھ دوسرے اسے مرکزی اور صوبائی حکومت کی نااہلی کا نتیجہ خیال کرتے ہیں ــــ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سیلاب نہیں عذاب تھا، جسے دنیا کی کوئی طاقت روکنے پر قادر نہ تھی، اس لیے کہ:

"اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ" (البروج: ۱۲)

"بے شک تمہارے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تمام ذمہ دار لوگوں کی آنکھوں پہ پردہ ڈال دیا اور پھر رب تعالیٰ کی وہ پکڑ آن پہنچی، جسے وقتاً فوقتاً وہ گناہگار قوموں کو جھنجھوڑنے اور انھیں خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے بھیجتے رہتے ہیں — ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ" (الاعراف: ۹۹)

"کیا لوگ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو گئے ہیں؟ (سن لو کہ) اللہ کی تدبیر سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو خسارہ اٹھانے والے ہیں"

لہٰذا بجائے اس کے کہ ہم اس سیلاب کے بارے ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کریں، ہمیں اپنے آپ کا جائزہ لینا اور اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہیے کہ یہ سیلاب یا عذاب کسی ایک کی غلطی کی وجہ سے نہیں آیا، بلکہ یہ ہماری اجتماعی کوتاہیوں کی بناء پر ہم پر مسلط ہوا ہے! — قرآنِ مجید میں ہے:

"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ" (الروم: ۴۱)

"خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے، تاکہ (اللہ) انھیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے، عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں"

نیز فرمایا:

"قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ" (الروم: ۴۲)

"کہہ دیجئے، زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھو کہ ان پہلے لوگوں کا انجام کیا ہوا جن کی اکثریت مشرک تھی!"

آیتِ کریمہ میں پہلی قوموں کی ہلاکت اور تباہی و بربادی کا سبب شرک بتلایا گیا ہے — ادھر جب ہم اپنے حالات پر نگاہ دوڑاتے ہیں تو یہ تلخ حقیقت نظر آتی ہے کہ آج ہماری اکثریت بھی شرک ایسے موذی مرض میں مبتلا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت کو چھوڑ کر سینکڑوں ہزاروں معبودانِ باطل بنا لیے گئے ہیں، جن کی سرکاروں اور درباروں میں حاضری دی جاتی ہے — ان سے فریادیں اور التجائیں کی جاتیں، ان کے ہاں منتیں

مانی جاتیں، نذریں نیازیں چڑھائی جاتیں اور دیگر کئی قسم کی ریاضتیں کی جاتی ہیں — حتیٰ کہ سجدہ اور رکوع ایسی عبادات، جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں، ان درباروں مزاروں پر بجا لائی جاتی ہیں — قبروں کے طواف کیے جاتے ہیں، جو صرف بیت اللہ کے لیے جائز ہیں — تھانوں کی دیواروں سے چمٹ چمٹ کر دعائیں کی جاتی ہیں، جو صرف ملتزم کے لیے روا ہیں۔ — شجر و حجر کو چوما جاتا ہے، جو صرف بیت اللہ میں نصب حجرِ اسود کے لیے درست ہے — جب کہ تنگی و آسانی میں غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنے کا چلن عام ہے۔ حالانکہ مشرکینِ مکہ کے بارے میں فرمایا گیا:

"فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ج فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ" (العنکبوت: ۶۵)

"جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرتے ہوئے صرف اسی کو پکارتے ہیں، لیکن جب وہ انھیں نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو جھٹ سے شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔"

گویا ان کا شرک صرف آسانی کے اوقات میں تھا، تنگی و مشکل میں وہ خالصتاً اللہ وحدہٗ لاشریک کو پکارتے تھے — مگر یہاں یہ حالت ہے کہ عین اس کڑے وقت میں، جبکہ دریائے جہلم سے سیلاب اپنی طوفانی موجوں کے ساتھ گزر رہا تھا، اور سیلاب میں درختوں کے ساتھ چمٹے ہوئے لوگوں کو پاک فوج کے جوانوں نے نکالا تو دریا کے پل پر کھڑے سینکڑوں لوگوں نے صرف اللہ ربّ العزّت کو پکارنے کی بجائے غیر اللہ کے نام کی نعرے بازی کی — پھر جب بے شمار جانور پانی کی تند و تیز لہروں کا شکار ہو کر ڈوب رہے تھے، پانی سے محفوظ جانوروں کو ذبح کر کے سیلاب کی بھینٹ چڑھایا جا رہا تھا — ایسے میں ہم پر اللہ کا عذاب آخر کیوں نہ آتا؟

دوسری جانب ہم دیکھتے ہیں کہ کلمہ توحید "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے علاوہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کے اقراری مسلمان مختلف فرقوں میں بٹ کر صراطِ مستقیم سے ہٹ چکے ہیں اور ایک رسولؐ کو چھوڑ کر مختلف اماموں اور فقیہوں کے ناموں پر اپنے مسلک جاری کیے ہوئے ہیں — گویا زبان سے اقرار کچھ ہے اور عمل کچھ — ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، دکھانے کے اور!

علاوہ ازیں ہم نے قیام پاکستان کے وقت رب سے یہ عہد کیا تھا کہ اس ملک میں اللہ کا قانون چلے گا ـــــ تب ہر بچے بوڑھے، مرد و عورت کی زبان پر یہ نعرہ تھا ـــــ

پاکستان کا مطلب کیا ؟
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہ !

لیکن یہ ملک حاصل ہونے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزادی کی اتنی بڑی نعمت میسر آنے کے بعد ہم نے رب کی ناشکری اور ناقدری کو مسلسل اپنا شعار بنایا، چنانچہ ۴۵ سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ہم ابھی تک "يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ" کے مصداق اسی مقام پر ہیں، جہاں سے اول روز چلے تھے، اور آج تک ہم یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ ہمیں کون سا نظام اس ملک میں نافذ کرنا ہے؟ ـــــ ہاں بلکہ اس ملک کو اس کی نظریاتی بنیادیں مہیا کرنے کی بجائے دن بدن ہم اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ سے دُور ہوتے جا رہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعتِ مطہرہ سے منحرف ہو رہے ہیں ـــــ حتیٰ کہ چند ہی دن قبل حکومت کے انتہائی ذمہ دار لوگوں کی طرف سے دین کے اہم رکن نماز کا مذاق اڑایا گیا، سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استہزاء کیا گیا ـــــ جبکہ سود کو، جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے، جاری رکھنے پر مسلسل اصرار ہو رہا ہے ـــــ یوں اپنے کرتوتوں سے ہم اللہ کے عذاب کو پیہم، اور خود دعوت دے رہے ہیں۔ چنانچہ مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر گرفت بھی ہوئی ـــــ مثلاً زلزلے، سیلاب، خانہ جنگی، آدھا ملک چھن جانا وغیرہ ـــــ مگر ہم ہیں کہ ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی اور یہ عذاب ہمارے لیے تازیانۂ عبرت تو کیا بنتے، ہمیں مزید ہماری شقاوتِ قلبی کی طرف لے جا رہے ہیں ـــــ حکمرانوں کی طرف سے، بجائے اس کے کہ قدرت کی ان تنبیہات پر عاجزی، انکساری اور رجوع الی اللہ کا اہتمام کیا جائے، عوام کو ان عذابوں کا جرأت سے مقابلہ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے اور ان کی پیٹھ ٹھپکی جاتی ہے کہ یہ بڑے بہادر ہیں، جو عذاباتِ الٰہیہ کا یوں مقابلہ کر رہے ہیں ـــــ یہی وجہ ہے کہ اس سیلاب کے بعد بھی عوام اور حکمرانوں کی حالت نہیں بدلی، اور جو بے ڈھنگی چال پہلے تھی، وہ اب بھی ہے ـــــ مسجدیں اب بھی مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے، اور لہو و لعب کے مراکز آج بھی اسی طرح آباد ہیں کہ جیسے

کچھ ہوا ہی نہیں ــــ عبادات میں وہی پرانی غفلت ہے، اور بدعنوانی و بددیانتی، لوٹ کھسوٹ میں وہی پہلے کی سی مستعدی، چنانچہ کسی ایک شخص نے بھی شاید ہی اپنے گریبان میں جھانک کر اصلاحِ احوال کی طرف توجہ دی ہو ــــ ان حالات میں شدید خطرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر کوئی بڑی پکڑ نہ آجائے، جبکہ یومِ آخرت تو بہرحال درپیش ہے ہی! ــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ" (السجدۃ: ۲۱)

"اور ہم ان کو (قیامت کے) بڑے عذاب کے علاوہ عذابِ دنیا کا مزہ بھی چکھائیں گے شاید کہ وہ (ہماری طرف) لوٹ آئیں!"

پس اے اہلِ ملک وملت! اگر تم چاہتے ہو کہ آخرت کے بڑے عذاب کے علاوہ اس دنیا کے عذابوں سے بھی محفوظ و مامون رہو، تو تمہیں اللہ رب العزت کی طرف رجوع کرنا ہوگا، اس کی بارگاہ میں تائب ہوکر اس سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنا اور اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکامات کا پابند بنانا ہوگا ــــ ورنہ قرآنِ مجید تو خبردار کر ہی رہا ہے کہ:

"أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ" (المؤمن: ۲۱)

"کیا انھوں نے زمین میں سیر نہیں کی، تاکہ دیکھ لیتے، جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ان کا انجام کیا ہوا؟ ــــ وہ ان سے قوت اور زمین کو آباد کرنے کے لحاظ سے ان سے کہیں بڑھ کر تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کے گناہوں کے سبب پکڑا تو اللہ سے انھیں بچانے والا کوئی بھی تو نہ تھا!"

ــــ اعاذنا اللہ منہ ــــ وما علینا الا البلاغ!

(حافظ عبدالحمید عامر)